83065-میت کے والد اور اولاد میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ

سوال

اگر میں کام کاج کر کے کچھ مال جمع کروں اور اللہ تعالی مجھے فوت کر دے اور میرے والد زندہ ہوں تو کیا ترکہ میرے والد کو ملے گا یا کہ میری اولاد کو؟

پسندیدہ جواب

جب کوئی انسان فوت ہوجائے اور اس کے
والد بھی زندہ ہو، اور میت کی اولاد بھی ہو تو والد کو مال متروکہ کا چھٹا حصہ
ملے گا، اور اگر میت کی بیوی ہو تو اسے آٹھواں حصہ اور باقی مال اولاد کو اس طرح
تقسیم کیا جائیگا کہ بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر حصہ ملے گا.

اور اگر اولاد صرف بیٹیاں ہی ہوں
یعنی ایک یا ایک سے زائد بیٹی ہو تو پھر بیوی آٹھواں حصہ حاصل کریگی اگر بیوی ہو
تو پھر بیٹی یا ایک سے زائد بیٹیاں اللہ کی جانب سے فرض کردہ حصہ حاصل کرینگی جو
کہ ایک کے لیے نصف ہے، اور دو یا دو سے زائد بیٹیاں ہوں تو انہیں دو تہائی ملے گا،
پھر باپ کو چھٹا حصہ دیا جائیگا، اور بیوی اور بیٹیوں کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو
باقی بچے وہ باپ لے جائیگا.

اس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالی کا
درج ذیل فرمان ہے :

**.{اللہ تعالی تمہیں تمہاری اولاد کے
بارہ میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے، اور اگر صرف
لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو پھر ان کے مال متروکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا،
اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے، اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے
لیے چھوڑے ہوتے مال کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد ہو}.** النساء (11).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

میراث یعنی وراثت میں باپ کی تین
حالتیں ہیں :

پہلی حالت :

اس میں بطور فرض وارث بنتا ہے، وہ یہ
کہ میت کے بیٹے یا پوتے کے ساتھ، تو اس حالت میں میت کے باپ کو صرف چھٹا حصہ ملے گا،
اور باقی مانندہ مال بیٹے اور جو اس کے ساتھ ہو اسے ملے گا، ہمارے علم کے مطابق تو اس
میں کوئی اختلاف نہیں، یہ اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور اس میت کے والدین میں سے ہر
ایک کے لیے اس میت کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر میت کی اولاد ہو}.النساء
(11).

دوسری حالت :

اس حالت میں وہ صرف عصبہ ہونے کی بنا
پر وارث بنے گا جو کہ اولاد کے علاوہ دوسروں کے ساتھ (یعنی میت کا بیٹا یا بیٹی نہ
ہو) تو اگر میت کا والد اکیلا ہو تو سارا مال لے گا، اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور
صاحب فرض ہو مثلا بیوی یا خاوند یا ماں یا دادی تو صاحب فرض کو اس کا فرضی حصہ
ملے گا، اور باقی مال والد کو مل جائیگا.

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان
ہے :

.{اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس
کے والدین اس کے وارث بنیں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے}.النساء (11).

تو یہاں اللہ تعالی نے میراث کی
اضافت والدین کی طرف کی ہے، اور پھر ماں کے لیے تیسرا حصہ مقرر کیا ہے تو اس طرح
باقی حصہ باپ کا ہوگا.

تیسری حالت :

اس کے لیے دونوں معاملے ہی جمع ہو
جائیں : یعنی فرضی حصہ اور عصبہ ہونے کی بنا پر حاصل ہونے والا حصہ بھی، اس کی صورت

یہ ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی لڑکیوں کے ساتھ وارث بنے (یعنی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ) تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{ان میں سے ہر ایک کے لیے مال متروکہ کا چھٹا حصہ ہے اگر اس کی اولاد ہو}..

اور بالاجماع میت کی بیٹی کے ساتھ میت کے باپ کو چھٹا حصہ ملے گا، اور عصبہ ہونے کی بنا پر باقی بھی باپ ہی لے گا، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" فرضی حصے ان کے اہل کو دو، اور جو باقی بچے اس کا قریب ترین مرد زیادہ مستحق ہے "

متفق علیہ.

اور بیٹے یا پوتے کے بعد میت کا باپ زیادہ قریب اور اولی ہے، اور اہل علم کا اس سب پر اجماع ہے، الحمد للہ ہمارے علم میں تو اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں " انتہی

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (169/6) اختصار اور کچھ کمی و بیشی کے ساتھ نقل کیا گیا ہے.

واللہ اعلم.